''خطباتِ اقبال'' مرتبہ سعید شیخ......تدوینی اطلاقی جائزہ

جمشید علی، وزیٹنگ لیکچرر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

In this article, the contemporory reference of the lectures of Iqbal has been explored and the edition compiled by Mr. Saeed Sheikh has been reviewed as per principles of editing. This essay takes into account the extent to which the information provided in between the line could be separated from the basic text and how for it is helpful in accessing the primary sources through the methodology adopted by the compiler while arranging the text and providing footnotes and references. In any case the efforts of Mr. Saeed Sheikh in the realm of research and editing has eliminated many stumbling blocks in the comprehension of Iqbal's English lectures. This edition is considered to be the most significant and authentic in terms of the editing of the text.

انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ایسے مفکرین منظر عام پر آئے جنہوں نے اسلامی تہذیب کے علمی اور ثقافتی ورثے کی تجدید اور تشکیل نو کا بیڑہ اُٹھایا۔ اس ضمن میں سر برآوردہ متکلمین اور فقہا میں سے حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کی کوششیں مثالی نوعیت کی ہیں۔ اقبالؒ نے قرآن حکیم کو اپنا دستور العمل ٹھہرایا اور اسلام میں عقلیت کی تحریک کو سہارا دیا۔ جسے ڈاکٹر ظفر الحسن نے علمائے وقت کے لیے ''معنی خیز ذہنی تحریک'' کا نام بھی دیا ہے۔[۱] اقبالؒ نے ثابت کیا کہ اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے جو انسانی ذہن کو نسلی اور وطنی جکڑ بندیوں سے آزاد کر سکتی ہے۔ خطباتِ اقبال اسلام کے بنیادی اور آفاقی اصولوں کو عصری تقاضوں کے پیش منظر میں ان کی مذہبی، سائنسی اور فلسفیانہ سوچ کے عکاس ہیں۔ یہ خطبات اسلام کے عظیم اصولوں کی خاص وضاحت و صراحت پیش کرتے ہیں۔ اقبالؒ کے ہم عصر مستشرق سر ڈانیس راس کو یہ تسلیم کرنا پڑا: ''خطبات میں اقبال نے اسلام کو مرکز بنا کر ایک بہتر نظام عالم کے قیام کے لیے اپنے نظریات اور مقاصد پیش کیے اور وہ غالباً ان خطبات ہی کی بنا پر زیادہ بہتر طریقہ سے یاد رکھے جائیں گے۔''[۲]

ایک جگہ خود اقبال میر غلام بھیک نیرنگ کو لکھتے ہیں:

> ''ان خطبات کے مخاطب زیادہ تر وہ مسلمان ہیں جو مغربی فلسفے سے متاثر ہیں اور اس بات کے خواہش مند ہیں کہ فلسفۂ اسلام کو فلسفۂ جدید کے الفاظ میں بیان کیا جائے اور اگر پرانے تخیلات میں خامیاں

ہیں تو ان کو رفع کیا جائے۔ میرا کام زیادہ تر تعمیر ہی ہے اور اس تعمیر میں، میں نے فلسفۂ اسلام کی بہترین روایات کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اُردوخواں دُنیا کو شاید ان سے فائدہ نہ پہنچے، کیوں کہ بہت سی باتوں کا علم میں نے فرض کر لیا ہے کہ پڑھنے یا سننے والے کو پہلے سے حاصل ہے۔اس کے بغیر چارہ نہ تھا۔'' [۳]

اقبالؒ کو مدراس مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے دسمبر ۱۹۲۸ء کے اواخر میں خصوصی طور پر مدعو کیا گیا چنانچہ اقبالؒ نے اپنے سہ روزہ قیام مدراس [۴] کے دوران اہم خطبات پیش کیے۔ انہوں نے ایک خطبہ میسور یونیورسٹی میں بھی دیا۔ جنوری ۱۹۲۹ء میں اقبال حیدرآباد دکن پہنچے اور عثمانیہ یونیورسٹی کے زیر اہتمام خطبات کا دوسرا دور شروع ہوا۔ جبکہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ فلسفہ نے ان خطبات کے تیسرے دور کا اہتمام کیا۔

جب ان خطبات کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۰ء میں لندن سے "Six Lectures on The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے عنوان سے شائع ہوا تو ان خطبات کی تعداد چھ تھی۔۱۹۳۴ء میں آپ نے Aristotelien Society, London کی دعوت پر جب ساتواں خطبہ تحریر کیا تو متن کی تصحیح، ترمیم اور خفیف اضافے کے ساتھ اسی سال یہ مجموعہ اپنی قطعی اور مکمل شکل میں "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے زیرِعنوان شائع ہوا۔ اگرچہ اس ایڈیشن کے آخر میں چار صفحات پر مشتمل اسما و موضوعات کے ایک اشاریے کا اضافہ کیا گیا اور ٹائپ کی اغلاط بھی درست ہو گئیں مگر صحیح متن کی پیش کش اور اس کی اہمیت و افادیت اصل میں مفید حواشی و تعلیقات اور حوالہ جات پر مبنی ہے۔ حضرت علامہ کو خطبات کی پذیرائی کے بعد اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ان کے خطبات کو آسان بنا کر پیش کیا جائے، جس سے عام مسلمان بھی مستفید ہو سکیں۔ اس سلسلے میں پہلی کوشش حضرت علامہ کی زیرِ نگرانی سید نذیر نیازی کی خطباتِ اقبال کے اُردو تراجمے اور بعض اقتباسات کے حوالے تلاش کرنے کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس کے بعد بھی کچھ مترجمین اور مدونین نے یہ سلسلہ جاری رکھا، جن میں سے اہم ترین اور درجہ اوّل کا تحقیقی کارنامہ پروفیسر محمد سعید شیخ کا مرتبہ ایڈیشن (۱۹۸۶ء) "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کا معیاری و مثالی نسخہ ہے۔

سعید شیخ نے علامہ اقبالؒ کی زندگی میں شائع ہونے والے آخری ایڈیشن لندن ۱۹۳۴ء کی بنیاد پر خطباتِ اقبال کا متن تیار کیا ہے۔ انہوں نے خطبات کے حوالے سے اور ان کی تدوین کے سلسلے میں اہم معلومات Editor's Introduction میں بیان کر دی ہیں، جو کہ کتاب کے آغاز میں پندرہ (۱۵) صفحات پر محیط ہیں۔ اس میں وہ تحقیقی انداز میں بتاتے ہیں کہ خطبات میں حوالہ جات کی اکثریت قرآن حکیم میں سے ہے، تقریباً ۷۷ حوالہ جات قرآن مجید کے متن میں سے لیے گئے ہیں اور ماخوذ خیالات کے حامل اقتباسات کی تعداد پچاس (۵۰) ہے۔ اس سے علامہ کا قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ ظاہر ہوتا ہے۔ مزید حوالہ جات جن مصنفین اور کتب سے لیے گئے ہیں ان میں فخر الدین رازی کی ''مباحث المشر قیہ''، شیخ احمد سرہندی کے ''مکتوبات''، ضیا گوکلاپ کی ترکی نظموں کا جرمن زبان میں ترجمہ اور ابن مسکویہ کی ''الفوز الاصغر'' شاہ ولی اللہ کی ''الحجۃ اللہ البالغۃ''، عراقی کی ''غایت الامکان فی درایت المکان'' شامل ہیں۔ اقبالؒ نے مولانا رومیؒ کی مثنوی سے چھ (۶) اشعار اصل کلام فارسی سے کوڈ کیے ہیں اور انگلش متن سے استفادہ کرنے کے لیے نکلسن، ون فیلڈ اور تھادانی کی ٹرانسلیشن کو سامنے رکھا ہے اور صرف ایک پر ہی

اکتفانہیں کیا۔

حضرت اقبالؒ نے خطبات میں ۴۹ مصنفین کا ذکر کیا ہے جن میں سے پندرہ (۱۵) مسلمان ہیں اور جن ۳۴ مغربی مصنفین کے حوالے ملتے ہیں ان میں سے پچیس ۲۵ علامہ کے ہم عصر تھے۔ اقبالؒ نے عربی، فارسی اور ترکی کے اصل متون میں سے اقتباسات کو انگلش ترجمے کے ساتھ خطبات میں شامل کیا ہے سوائے مولانا رومیؒ کی مثنوی کے۔

واضح رہے کہ علامہ کے خطبات ایسے وقت میں سامنے آئے جب آئن سٹائن کا نظریہ ''اضافت'' اور ایڈنگٹن کا نظریہ ''مکان، زمان اور کششِ ثقل'' سامنے آئے تھے۔ علامہ نے مغربی لکھاریوں کا تجزیہ ایک مکس احساس تعریف اور بے اطمنانی کے ساتھ کیا ہے۔ جیسے: سپینگلر کا یہ نظریہ کہ مغرب کا علم کلاسیکی سوچ سے آزادی ہے، علامہ نے اسے قبول کیا، مگر سپینگلر کا یہ نظریہ کہ ''ثقافتیں نامیاتی وجود ہونے کے ناطے ایک دوسرے سے مکمل مختلف ہیں'' علامہ نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے سپنگلر کا یہ خیال بھی رد کیا ہے کہ اسلام روح و کردار کے لحاظ سے کُلی طور پر میجین ۵ ہے۔ (Magian شاید فارسی یا ایرانی اثر کے تابع)۔

پہلے تین لیکچر ۱۹۲۸ء میں اور آخری تین ۱۹۲۹ء میں لکھے گئے۔ علامہ نے یہ شدت سے محسوس کیا کہ اسلام اپنی تعلیم، ثقافت اور قانون کو متحرک کر سکتا ہے اور انہیں اپنی اصل روح اور جدید دور کی روح کے قریب تر لا سکتا ہے۔ وہ ختم نبوت کے نظریے کو انسان کے تاریخی ارتقا اور پوری طرح ذاتی باخبری پا لینے کے ساتھ جوڑ کر دیکھتے ہیں۔ قرآن حکیم اس پر زور دیتا ہے کہ فطرت اور تاریخ، انسانی علم کے ذرائع ہیں۔ علامہ کے خیال میں جب سائنسدان مشاہدہ کرتا ہے تو گویا وہ ''مطلق'' کی قربت کی تلاش کرتا ہے۔ خدا کا ادراک، خدا پر یقین محض سے زیادہ قیمتی ہے۔

قبل از اسلام یونانی مفکرین حسیات سے حاصل کردہ علم کو حقیر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ دُنیا ایک سراب ہے لیکن اقبالؒ نے قرآن حکیم سے اخذ کیا کہ حسیات خدا کی عظیم نعمتیں ہیں اور ان سے حاصل کیا گیا علم معتبر ہے اور دُنیا ایک حقیقت ہے دھوکہ نہیں۔ علامہ سائنس اور فلسفے کی ترقی کے بارے میں خیال کرتے تھے کہ یہ انسانیت کے نام پیغامِ اسلام کو سمجھنے میں مدد دے گی۔ دیباچہ نگار لکھتا ہے کہ اس نے علامہ کے حوالہ دیے گئے سارے پیرا گراف ڈھونڈ لیے ہیں، صرف چار کے علاوہ جو کہ سعید حلیم پاشا، ہورٹن، ہُر گرونجی اور فان کریمر کے ہیں، اور آخر میں چند اہم شخصیات کا ذکر کرنے سے پہلے انہوں نے بتایا ہے کہ دوسری گول میز کانفرنس سے پہلے ایک اخباری انٹرویو میں علامہ نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ وہ ایک کتاب ''نظام فقہ جدید علم کی روشنی میں'' لکھنا چاہتے ہیں اور آخر میں دیباچہ نگار نے چند اہم شخصیات کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اس تحقیقی کام میں ان کی معاونت کی۔

حضرت اقبالؒ کے خطبات کی زبان انگریزی، مضامین فلسفیانہ اور انداز سائنٹیفک ہے۔ انہوں نے اپنے خطبات میں بعض اقتباسات کے حوالہ جات دیے ہیں اور بعض کو بغیر حوالے کے ہی کوڈ کر دیا ہے۔ ان خطبات میں یہ صورتِ حال بھی نظر آتی ہے کہ وہ بعض مقامات پر کسی مخصوص نظریے یا خیال کی طرف اشارہ کر کے آگے گزر جاتے ہیں، جسے عام آدمی آسانی سے سمجھ نہیں پاتا۔ اُردو میں عموماً ایسی کتب کی تدوین کرتے ہوئے مدون حواشی وتعلیقات اور حوالہ جات کا اہتمام ضرور کرتا ہے جو کہ ترتیب متن کے نہایت اہم اور لازمی جزو ہیں۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ ان خطبات کا کوئی ایسا محشیٰ ایڈیشن سامنے آئے جس

سے ان انگریزی خطبات کی تفہیم میں پیش آنے والی مشکلات دور ہو جائیں اور اقتباسات کے اصل مآخذ تک رسائی ممکن ہو سکے۔ یہاں سعید شیخ کے محشّٰی ایڈیشن کا جائزہ لیتے ہوئے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس ایڈیشن نے اس کمی کو کس حد تک پورا کیا ہے اور سعید شیخ نے تحقیق و تدوین کا جو طریق کار اختیار کیا ہے وہ کس حد تک تحقیق و تدوین کے اصولوں کے مطابق ہے اور اس سلسلے میں انہیں کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ذیل میں ان کے حواشی و حوالہ جات کا جائزہ پیش کیا جائے گا، جس میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ مرتب نے جو وضاحتیں حواشی کی صورت میں پیش کی ہیں ان میں اختصار اور جامعیت کا خیال رکھا گیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ ان حواشی وتعلیقات سے اصل متن غائب ہو گیا ہو یا جو حواشی مرتب نے دیے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد بھی متن میں سے بعض امور کے متعلق مزید جاننے کی خواہش پیدا ہوتی ہو۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے خطبے کے پہلے حوالے میں سعید شیخ نے بتایا ہے کہ اقبال نے اقتباس میں کس شعر کا ترجمہ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح چند اہم حواشی وتعلیقات اور حوالہ جات کی مثالیں ملاحظہ کریں:

پہلے خطبے کے حوالہ نمبر چودہ میں اقبال نے ابن رشد، ارسطو اور عاملِ ذہانت (Active Intellect) کے لافانی ہونے کا حوالہ دیا اور سعید شیخ نے بتایا ہے کہ یہ حوالے کن مقامات اور کون سی کتب سے لیے گئے ہیں۔[۴] حوالہ نمبر ۱۹ میں اقبال نے ترکی کے شاعر توفیق فکرت کے بارے میں اس طرح اظہارِ خیال کیا ہے کہ وہ اپنی شاعری سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ لیکن سعید شیخ اس شاعر کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اس کے طبع شدہ شاعری کے مجموعے پر اس کا نام توفیق نظامی لکھا ہے اور علامہ نے اس کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے وہ صرف اس کے مسودے کو پڑھ کر کی ہے، اگر علامہ اس شاعر کا طبع شدہ کلام پڑھتے تو علامہ کی رائے اس کے بارے میں کچھ اور ہوتی۔[۵] حوالہ نمبر ۲۲ میں اقبال نے بتایا ہے کہ قرآن حکیم کے مطابق کائنات بے کار نہیں بنائی گئی، سعید شیخ حواشی میں بتاتے ہیں کہ یہ بات کن کن آیات میں ہے۔ مرتب نے صرف سورۃ اور آیت کا نمبر بتایا ہے اس سلسلے میں کسی آیت کو اس کے متن کے ساتھ تحریر نہیں کیا۔[۶] حوالہ نمبر ۲۸ میں سعید شیخ نے بتایا ہے کہ یہ مثنوی کا حوالہ ہے اور ساتھ شعر بھی درج کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے نکلسن کا انگریزی ترجمہ بھی نقل کیا ہے۔[۷] حوالہ نمبر ۳۹ میں اقبال نے ہاکینگ (Hocking) کا ذکر کیا ہے اور سعید شیخ لکھتے ہیں کہ ہاکینگ کے فلسفے میں تصوف ملتا ہے۔ حوالہ نمبر ۴۰ میں سعید شیخ لکھتے ہیں کہ یہاں اقبال نے معتزلہ اور اشعریوں کے جھگڑے کی بات کی ہے اور Verbal Revelation کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا ہے کہ مستشرقین اس پر اعتراضات کرتے ہیں۔ اس میں سعید شیخ دو گروہوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ابتدائی مسلم سکالر قرآن مجید کو وحی مانتے تھے اقبالؒ کی مثال کوڈ کرتے ہوئے مرتب کہتا ہے کہ اقبال نے خود اعتراف کیا ہے کہ ان پر شاعری نازل ہوتی تھی، اگر شاعری کا نزول ہو سکتا ہے تو قرآن مجید جو افضل ترین کتاب ہے اس کا نزول کیوں نہیں ہو سکتا۔ پھر انہوں نے عبدالمجید سالک، شاہ ولی اللہؒ اور حافظ کی مثالیں دی ہیں جو کہتے تھے کہ ان پر بھی نزول ہوتا تھا، اگر کسی عام آدمی پر کوئی شئے نازل ہو سکتی ہے تو حضرت محمد ﷺ کی ذات پر کیوں نہیں جو تمام انسانوں سے بلند درجہ مقام کے حامل اور معتبر ہستی ہے اس پر تو کوئی شک کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی طرح حوالہ نمبر ۴۳ میں سعید شیخ نے اقتباس میں شامل دو اہم اصطلاحات کی وضاحت بیان کی ہے اور ان کے فرق کو بھی واضح کیا ہے۔[۸]

دوسرے خطبے کے حوالہ نمبر آٹھ میں علامہ نے پروفیسر وائٹ ہیڈ کی تھیوری کا حوالہ دیا ہے جبکہ سعید شیخ نے اس نظریے

کی وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ نظریہ نیوٹن اور ہیوم کے ہاں بھی ملتا ہے پھر وہ Dream اور Conjecture کی توضیح مؤثر اور سائنٹفک انداز میں پیش کرتے ہیں اور اس سے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ لیکچر نمبر تین کے صفحہ نمبر ستاون (۵۷) پر اور لیکچر نمبر پانچ کے صفحہ سو (۱۰۰) پر علامہ نے وائٹ ہیڈ کی تھیوری Relativity کو پیش کیا ہے۔۹

اسی خطبے کے حوالہ نمبر ۲۹ میں علامہ نے تقدیر کے مسئلے کو بیان کیا ہے، لیکن سعید شیخ کی تحقیق کے مطابق قرآن کی چار آیات سے اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے اور پھر ان آیات میں سے چار الفاظ کے ساتھ اس تصور کی وضاحت کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ان باتوں کو اقبال نے ''اسرارِ خودی'' میں بھی بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ خیالات ان خطبات میں اور کس کس مقام پر آتے ہیں۔۱۰ تیسرے خطبے کے حوالہ نمبر دس (۱۰) میں سعید شیخ نے بتایا ہے کہ ابوالہیثم کا نظریہ بھی ایٹومزم ہے اور حوالہ نمبر گیارہ (۱۱) میں ہے کہ باقلانی نے اشعریت مکتبِ فکر میں ایٹم کا نظریہ، خلا کا نظریہ اور حادثات کا نظریہ شامل کیے۔۱۱

اسی خطبے میں اکیس نمبر عبارت میں باقلانی کے اس نظریے کو نقل کیا گیا ہے کہ اگر خدا واقعات اور حادثات تخلیق کرنا بند کر دے تو جوہر (ایٹم) اپنا وجود کھو دے گا۔ یہ نظریہ بقول باقلانی اس نے قرآن حکیم سے لیا ہے۔ اسی طرح عبارت نمبر ۲۳ کے ضمن میں سعید شیخ وضاحت کرتے ہیں کہ اشعریوں کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادے اور قوت سے کائنات کو لگاتار تخلیق کر رہا ہے۔۱۲ لیکن یہاں مرتب نے اپنے ہی طریقے سے انحراف کیا ہے، یعنی جس طرح وہ اکثر حواشی کے ضمن میں بتاتے ہیں کہ اقبال کا یہ خیال ان کے فلاں فلاں شعر میں بھی ملتا ہے ویسا انہوں نے اس عبارت کے ضمن میں طریقہ کار اختیار نہیں کیا، اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جہاں مرتب کو اقبال کا کوئی شعر یاد تھا وہاں اس نے اسے نقل کر دیا ہے اور بقیہ اقتباسات کے ضمن میں شعر درج کرنے کی شعوری کوشش نہیں کی۔ لہٰذا راقم الحروف اس خیال کی مناسبت سے جو اس عبارت میں پیش کیا گیا ہے، اقبال کے اس شعر میں بھی تلاش کرتا ہے:

ے یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

تیسرے خطبے کے حوالہ نمبر ۲۴ میں علامہ اقبالؒ نے مولانا رومیؒ کے اس شعر کا حوالہ دیا ہے:

پیکر از ماہست شد، نے ما ازو
باں از ما مست شد، نے ما ازو

ترجمہ: ''اس جسم کا وجود مجھ سے ہے، میرا وجود اس سے نہیں۔''

اس شعر کا حوالہ دے کر اقبال کہتے ہیں کہ رومیؒ، غزالیؒ کی نسبت روحِ اسلام سے زیادہ قریب ہے۔

اس عبارت کے حواشی میں سعید شیخ نے مولانا رومیؒ کی مثنوی کے انگریزی ایڈیشن از نکلسن میں درج شعر کو شامل کیا ہے:

ے بادہ از ما مست شد، نے ما ازو
قالب از ماہست شد، نے ما ازو

اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی درج کیا ہے:

Wine became intonicated with us, not we with it;

The body came into being from us, not wefrom it. ۱۳؎

سعید شیخ نے یہاں اقبال کے درج کیے گئے شعر نکلسن کے مرتب کردہ ایڈیشن میں موجود مولانا رومی کے اس شعر کا فرق بیان کیا ہے اس طرح ان اشعار کی عبارت میں موجود الفاظ کے اختلاف کی نشاندہی ہوتی ہے جو کہ مرتب کے فرائض میں شامل ہے۔ اسی خطبے کے حوالہ نمبر ۳۷ میں سعید شیخ نے فخر الدین رازی کی کتاب ''مباحث المشرقیۃ'' کی وہ عربی عبارت درج کر دی ہے جس کا انگریزی ترجمہ علامہ نے اپنے اس خطبے میں شامل کیا ہے۔۱۴؎ چوتھے خطبے کے حوالہ نمبر ۴ میں قادیانیت اقبال کے نزدیک اسلام سے پہلے سے موجود پارسیت کا جدید احیاء ہے۔ حوالہ نمبر آٹھ (۸) میں سعید شیخ کے مطابق اقبال نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جدید نفسیات نے ابھی تک مذہبی زندگی کے کناروں کو بھی نہیں چھوا اور مذہبی تجربے کو تو یہ ابھی بالکل نہیں جانتی اور اس خیال کا بیان ہمیں ان کے ساتویں خطبے کے صفحہ نمبر ۱۵۲ پر بھی ملتا ہے۔ اسی خطبے میں حوالہ نمبر ۱۴ کے تحت مرتب نے یہ نشاندہی کی ہے کہ اس سے گذشتہ ایڈیشنوں میں لفظ 'Mutual' مس پرنٹ تھا اور اس ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو گئی ہے۔۱۵؎ حوالہ نمبر ۲۳ میں مرتب وضاحت کرتا ہے کہ اقبال نے کہا ہے کہ اس کا ''فوق البشر'' کا نظریہ نطشے کے 'فوق البشر' (Superman) کے نظریے سے اخذ نہیں ہے بلکہ انہوں نے یہ نظریہ صوفیوں کے 'انسانِ کامل' سے لیا ہے اور پھر اقبال کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"...... I wrote on the sufi doctrine of the perfect Man more than twenty years ago,

long before I had read or heard anything of Nietzsche....." ۱۶؎

ترجمہ: میں نے بیس سال پہلے صوفیانہ تصور ''انسانِ کامل'' پر لکھا، جب میں نے نطشے کے بارے میں کچھ بھی نہ سنا تھا اور نہ ہی پڑھا تھا۔

پانچواں خطبہ علامہ نے "The Spirit of Muslim Culture" کے عنوان سے لکھا ہے اس کا آغاز انہوں نے اس صوفیانہ قول سے کیا ہے:

"Muhammad (S.A.W) of Arabia ascended the highest Heaven and returned. I swear

by God that if I had reached that point, I should never have returned." ۱۷؎

علامہ یہ اقتباس درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ عبدالقدوس گنگوہی کے ہیں۔ سید نذیر نیازی جب خطبات کو اُردو میں ترجمہ کر رہے تھے تو انہوں نے حواشی میں لکھا ہے کہ اصل اقتباس کی نظیر نہیں مل سکی، لہٰذا فارسی اقتباس کا ترجمہ قیاس ہے۔۱۸؎

سعید شیخ نے بھی اس کے اصل متن تک رسائی حاصل کرنے کے بجائے وہی فارسی اقتباس حواشی میں درج کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ اقتباس عبدالقدوس گنگوہی کی کتاب اور محمد صادق کے ہاں ملتا ہے۔ انہوں نے اس کا یہ فارسی متن دیا ہے:

''محمد مصطفیٰ ﷺ دَرْ قابَ قوسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ رفت و باز گردِید۔ واللہ ما باز نگردیم۔''۱۹؎

ترجمہ: ''محمد عربی ﷺ فلک الفلاک پر جا کر واپس آ گئے خدا کی قسم اگر میں جاتا تو کبھی واپس نہ آتا۔''

خطبات کے جتنے بھی تراجم ہوئے ہیں ان میں اور خطبات کی جتنی بھی توضیحات سامنے آئی ہیں، ان میں کسی کی بھی رسائی اس اقتباس کے اصل متن تک نہیں ہوسکی البتہ اعجاز الحق قدوسی نے عبدالقدوس گنگوہی پر جو کتاب لکھی ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قول گنگوہی کا نہیں ہے بلکہ کسی اور صوفی کا ہے۔ اگر سعید شیخ اس اقتباس کا مستند حوالہ تلاش کر لیتے تو ان کا یہ تحقیقی کام اور بھی مثالی ہو جاتا۔

اسی خطبے کے تیسرے حوالے میں اقبالؒ کہتے ہیں کہ وحی، زندگی کی عالمگیر خصوصیت ہے۔ اس پر سعید شیخ لکھتے ہیں کہ وحی متلو صرف انبیا کیلئے ہے اور عام وحی اوروں پر بھی نازل ہوسکتی ہے مثلاً شہد کی مکھی پر۔ اس سے اگلے اقتباس میں اقبال کہتے ہیں کہ اسلام میں نبوت کی تکمیل ہو گئی ہے اس پر سعید شیخ اس آیت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں جس میں دین کی تکمیل کا ذکر ہے۔[۲۰] اگر وہ آیت کے اصل متن کو نقل کر دیتے تو زیادہ مؤثر انداز سے وضاحت ہوسکتی تھی۔ اس خطبے میں اقبالؒ لکھتے ہیں کہ سپینگلر نے کہا ہے کہ فعل کا ریاضیاتی خیال صرف مغرب کے پاس ہے۔ لیکن اقبال اس قول کو ردّ کرتے ہیں۔ سعید شیخ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ ارسطو کی جامد کائنات کے مقابلے میں اسلام ایک ترقی پذیر کائنات کا نظریہ دیتا ہے، پس اقبال کے خیال میں قرآن پاک کا نظریہ، کلاسیکیت کے خلاف ہے۔[۲۱]

علامہ لکھتے ہیں کہ عراقی اور خواجہ محمد پارسا کی مذہبی نفسیات ہمیں جدید مسئلہ زمان و مکان کے قریب لے آتی ہے۔ سعید شیخ وضاحت کرتے ہیں کہ یہ نظریہ خواجہ پارسا کے رسالہ ''در زمان و مکان'' میں ہے۔ اسی خطبے کے ایک اقتباس میں مرتب نے یہ نشاندہی کی ہے کہ اس سے گذشتہ ایڈیشن میں 'Weight' کا لفظ مِس پرنٹ تھا لہٰذا مرتب نے ترتیب متن میں تصحیح متن کے علاوہ رموزِ اوقاف کا استعمال کر کے عبارت کو رواں اور آسان بنایا ہے۔ اس سے آگے اقتباس نمبر ۳۷ میں ہے کہ پروفیسر الیگزنڈر نے کہا ہے کہ زمان، مکان کا دماغ ہے۔ سعید شیخ اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ اقبال کے ہمعصروں میں الیگزنڈر واحد فلسفی ہے جس نے زمان و مکان پر برابر زور دیا ہے اور یہ نظریہ فلسفے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔[۲۲]

انسانی زندگی اپنی ابتدا کے لحاظ سے روحانی ہے۔ اس پر سعید شیخ چھٹے خطبے کے حوالہ نمبر ۱ میں بتاتے ہیں کہ قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اقبال توحید کو بطور عالمی اتحاد کی بنیاد پیش کرتے ہیں، سعید شیخ حوالہ نمبر ۵ میں اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' اس اتحاد کی بنیاد ہے۔[۲۳] اقبال کے نزدیک تصوف کے ظاہر اور باطن کے نظریے نے تمام ظاہری چیزوں سے بے پروائی کا رویہ پیدا کیا ہے۔ اس کے ماخذ سے متعلق مرتب حوالہ نمبر ۱۳ میں بتاتا ہے کہ اس موضوع پر اقبال کا آرٹیکل ''ابن ظاہر و علمِ باطن'' دیکھا جا سکتا ہے۔[۲۴] اسی خطبے میں علامہ نے سعید حلیم پاشا کے خیالات کو قلم بند کیا ہے، لیکن ان کا ماخذ نہیں بتایا۔ شیخ سعید نے بھی ان خیالات کا حوالہ تلاش نہیں کیا، اقبال سعید حلیم پاشا کے جس نظریے کو قلم بند کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

> "The Religious Reform Party, on the other, led by Sa'id Halim Pasha, msisted on the fundamental fact that Islam is a harmony of idealism and Positivism; and, as a unity of the eternal verities of freedom, equality, and solidarity, has no fatherland."[۲۵]

(جماعت اصلاحِ مذہب نے اس پہ زور دیا کہ اسلام میں عینیت اور اثباتیت میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔)

اقبال نے حوالہ نمبر۲۲ میں حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ تمام روئے زمین آپﷺ کی مسجد ہے۔ اس کے ضمن میں سعید شیخ نے علامہ کے فارسی شعر درج کیے ہیں ان میں سے ایک شعر رموز بے خودی اور دوسرا پس چہ بائید کرد میں شامل ہے:

تاز بخششہائے آں سُلطانِؐ دیں
مسجدِ ماشُد ھمہ روئے زمیں
موسناں راگفت آں سلطانؐ دیں
مسجدِ من ایں ھمہ روئے زمیں۲۶؎

اور اس کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی دیا ہے۔

ساتویں خطبے کے حواشی و حوالہ جات کے آغاز میں سعید شیخ اس خطبے کے بارے میں مختصراً بتاتے ہیں کہ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ارسطو سوسائٹی لندن کے چوّن ویں اجلاس میں یہ خطبہ پیش کیا گیا۔

ساتویں خطبے میں اقبال لکھتے ہیں کہ ایک مسلم صوفی نے کہا ہے کہ قرآن پاک تب تک سمجھ میں نہیں آتا، جب تک یہ مومن پر نازل نہ ہو جیسے کہ پیغمبر پہ نازل ہوا تھا۔ اس پر سعید شیخ حوالہ نمبر ا میں اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ صوفی اقبال کے والد ہیں اور ساتھ ہی شعر اقبال سے اس مفہوم کی وضاحت بیان کی ہے:

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف ۲۷؎

اقبال کے نزدیک اپنی اصلیت کی تلاش ہی اپنے وجود کی تلاش ہے، اصل وجود روح ہے مٹی کا وجود اصل نہیں ہے۔ اس پر سعید شیخ حوالہ نمبر ۱۸ کے تحت ''جاوید نامہ'' سے اقبال کے وہ فارسی اشعار درج کرتے ہیں جن میں یہ خیال ملتا ہے۔ اسی طرح اگلے اقتباس میں اقبال کہتے ہیں کہ ایک فطین تھا جو روحانی رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے غیر تعمیری رہا۔ اس کی سعید شیخ نے وضاحت حوالہ نمبر ۱۹ کے تحت کی ہے اور اقبال کے فارسی اشعار بھی دیئے ہیں جن میں انہوں نے نطشے کے بارے میں کہا ہے کہ اگر وہ شیخ احمد سرہندی یا خود اقبال کے دور میں ہوتا تو ان شخصیات سے رہنمائی حاصل کر سکتا۔ ۲۸؎

ان تمام حواشی و حوالہ جات اور خطبات میں پیش کیے گئے اقتباسات کے مطالعہ سے جو نتائج اخذ ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مرتب نے تدوین کے اصولوں کو مدِ نظر رکھا ہے اور اس کی حتی الامکان یہ کوشش رہی ہے کہ متن کی تفہیم کو آسان بنانے کے لیے رموزِ اوقاف کے استعمال کے علاوہ غلط چھپے ہوئے الفاظ، اسماء و اعلام اور فارسی اشعار کی تصحیح بھی کی جائے۔ اس ضمن میں انہوں نے دو ایسے الفاظ 'Mutual' اور 'Weight' متن میں شامل کیے ہیں جو گذشتہ ایڈیشنز میں مِس پرنٹ تھے۔ تیسرے خطبے میں علامہ نے مولانا رومیؒ کے جس فارسی شعر کو نقل کیا ہے، سعید شیخ نے اس خطبے کے حواشی نمبر ۲۴ میں اس شعر کے اختلافِ متن کی نشاندہی پروفیسر نکلسن کے مرتبہ ایڈیشن میں درج شعر سے کی ہے اور ساتھ ہی اس کا انگریزی ترجمہ بھی دیا ہے:

اقبال کا نقل کردہ شعر:

پیکر از ماہست شد، نے ما ازو
بان ا ز مامست شد، نے ما ازو

سعید شیخ کا نقل کردہ شعر:

بادہ از مامست شد، نے ما ازو
قالبِ از ماہست شد، نے ما ازو

Wine became intonicated with us, not we with it;

The body came into being from us, not wefrom it.[۲۹]

اگر ان اشعار کا جائزہ لیں تو اقبال کا درج کیا ہوا شعر زیادہ مؤثر نظر آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اقبال نے مولانا رومیؒ کی مثنوی کے کسی اور ایڈیشن سے یہ شعر نقل کیا ہو۔ کیونکہ مرتب نے دیباچے میں خود اعتراف کیا ہے کہ علامہ نے مولانا رومیؒ کے اصل فارسی میں حوالے دیے ہیں اور ان کے سامنے مختلف تین مرتبین (نکلسن، ون فیلڈ اور تھادانی) کے نسخے تھے اور انہوں نے ان میں سے صرف کسی ایک پر اکتفا نہیں کیا۔

دوسرے خطبے میں علامہ نے ایک اقتباس رسل (Russell) کے نام منسوب کیا ہے، لیکن مرتب اس کی وضاحت حوالہ نمبر ۱۵ میں کرتا ہے کہ یہ قول 'رسل' کا نہیں بلکہ 'ولڈن' کا ہے۔

"This is not Russel's own statement but that of H. Wildon Carr made during the course of his exposition of Russel's views on the subject; see Wildon Carr, The General Principle of Relativity, p. 36."[۳۰]

تدوین کا یہ اصول ہے کہ مصنف کے کسی بیان کی تصحیح کرنا، اور متن یا اقتباس کے اصل مصنف اور ماخذ کی نشاندہی کرنا۔ یہاں سعید شیخ کی یہ کوشش تدوین کے اس اصول پر پورا اُترتی ہے انہوں نے تعلیقات میں متن کے مختلف مآخذ اور اختلافی قراءتوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔انہوں نے ایک ذمہ دار مدون کی حیثیت سے خطباتِ اقبال میں شامل اقتباسات کے حوالہ جات تلاش کیے ہیں۔انہوں نے دیباچے میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے سعید حلیم پاشا، ہورٹن، ہرگرونجی اور فان کریمر کے صرف چار حوالوں کے علاوہ علامہ کے حوالہ دیے گے سارے پیرا گراف ڈھونڈ لیے ہیں۔لیکن سعید شیخ نے پانچویں خطبے کے آغاز میں درج صوفیانہ قول، جسے اقبال نے عبدالقدوس گنگھوہی کے نام سے منسوب کیا ہے، اس کے اصل ماخذ کو تلاش نہیں کیا، بلکہ انہوں نے بھی دوسرے مرتبین کی طرح اسے عبدالقدوس گنگھوہی کا ہی سمجھا ہے۔ جبکہ اعجاز الحق قدوسی نے عبدالقدوس گنگھوہی پر تحقیق کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ قول ان کا نہیں ہے۔

عبارت میں رموزِ اوقاف کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔اس کے بغیر عبارت مبہم ہو جاتی ہے اور بہت سے الفاظ کا تلفظ بگڑ جاتا ہے۔خصوصاً انگریزی زبان میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔سعید شیخ نے بھی اقبال کے انگریزی خطبات مرتب کرتے ہوئے اکثر الفاظ کے تلفظ کو درست ادا کرنے کے لیے جملوں اور فقروں کے درمیان رموزِ اوقاف کا اہتمام کیا ہے۔ مثلاً Abdal-Quddus, Ash'arite, Qur'an, Gangohi, Al-Hujjat Allah al-Balighah وغیرہ۔

متن کو ترتیب دیتے ہوئے اگر اس میں اشعار، اقوال آیات یا احادیث شامل ہوں تو ان کے ایک ایک لفظ کی نشاندہی کرنا اور ان کے مآخذ بتانا اور ان کی وضاحت کرنا، یعنی متن میں آنے والے مشکل الفاظ، اصطلاحات اور امور کی وضاحت ضروری ہوتی ہے اور اس کو متن کے اندر تو نہیں لیکن حواشی میں دے دیا جاتا ہے۔ "The Reconstruction of Religious Thought In Islam" میں بھی ملفوظات، آیات، احادیث یا دوسرے اقوال شامل ہیں جن میں سے بعض کے حوالے نہیں دیے گئے تھے۔ سعید شیخ نے جب اسے مرتب کیا تو انہوں نے تمام خطبات کے آخر میں ہر خطبے کے علیحدہ علیحدہ حواشی و حوالہ جات دے دیے ہیں۔ ان تمام خطبات کے کل حواشی و حوالہ جات کی تعداد ۳۸۵ ہے جن میں سے تقریباً ۱۳۰ حواشی میں مصنفین کا اجمالی تعارف، نظریات کی وضاحت، اصطلاحات کی توضیح، مذکورہ نظریے سے ملتے جلتے نظریات کا ذکر اور جن جن لوگوں کے ہاں ایسے نظریات ملتے ہیں ان کا بیان اور اقتباسات میں پیش کیے جانے والے حوالہ جات کے اصل متون اور اشعار درج کیے گئے ہیں۔ سعید شیخ نے علامہ کے ادھورے حوالوں کو بھی مکمل کیا ہے کیونکہ علامہ نے بعض جگہوں پر صرف مصنف کا نام لکھ دیا تھا مگر کتاب کا حوالہ نہیں دیا تھا اور کہیں کتاب کا نام لکھ دیا تھا اور مصنف کا نام نہیں لکھا تھا۔ اس کے علاوہ مرتب نے بعض حوالوں کی تصحیح بھی کی ہے جس کی مثال گذشتہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ علامہ نے کسی موقع پر کسی امر کا ذکر کیا ہے یا کسی تاثر کا اظہار کیا ہے تو سعید شیخ نے بتایا ہے کہ یہ تاثر کس کتاب کے مطالعہ سے پیدا ہوا تھا اور اقبال کی لائبریری میں یہ کتاب موجود ہے، انہوں نے ان کتب پر اقبال کے درج کیے ہوئے حواشی کی نشاندہی بھی کی ہے۔ علامہ نے عربی، فارسی، ترکی وغیرہ کے مصنفین کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ دیا ہے لیکن مرتب نے ان کے اصل متون حواشی میں درج کر دیئے ہیں۔ اصطلاحات کی وضاحت کے ضمن میں انہوں نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے اس کی مثال ملاحظہ کریں جس میں وہ Apostle اور Prophet میں فرق کو واضح کرتے ہیں:

> "The designation 'apostle' (rasul) is applied to bearers of divine revelations which embody a new doctrinal system or dispensation; a 'Prophet' (nabi) on the other hand, is said to be one whom God has entrusted with enunciation of ethical principles on the basis of an already existing dispensation, or of principles common to all dispensations. Hence, every apostle is a Prophet as well, but every Prophet is not an apostle."[۳۱]

بہر حال سعید شیخ نے قرآنی آیات اور دیگر اقوال کی تخریج بھی کی ہے جو کہ تدوین متن کا ایک اہم جزو ہے۔ متن میں اگر اقبال نے دوسری زبانوں کے مواد کا انگریزی ترجمہ پیش کیا ہے تو نوٹ میں مرتب نے اصل زبان کے الفاظ درج کر دیے ہیں۔ مرتب نے متن سے متعلق ضروری تبصروں اور وضاحتوں پر ہی اکتفا کیا ہے اور تعلیقات میں علامہ کی سوچ کی تصریح کے علاوہ دیگر مفکرین اور سائنسدانوں کی آراء اور قرآنی آیات کو بھی اس میں جگہ دی ہے، جس سے قاری پورے خیال یا موضوع کو بھرپور جامعیت سے اپنی فکری گرفت میں لے لیتا ہے۔ اس کے علاوہ مرتب نے تقابلی حوالوں، کتابیات، قرآنی اشاریہ اور اشاریے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اشاریہ سازی بھی تدوینِ متن کا اہم جزو ہے۔ یہ ایک تکنیکی عمل ہے جس کتاب میں موجود تمام

اطلاعات قاری کو مکمل طور پر فراہم کی جاتی ہیں۔سعید شیخ نے بھی کتاب کے آخر میں متن میں مذکورہ قرآنی الفاظ کو قرآنی اشاریہ کے باب میں درج کیا ہے جبکہ مذکورہ اشخاص، مقامات، کتب اور اداروں وغیرہ کی ہجائی ترتیب مع صفحہ نمبر اشارے میں شامل کی ہے۔ تدوین کے یہی وہ اصول ہیں جن کی وجہ سے سعید شیخ کا مرتبہ "The Reconstruction of Religious Thought In Islam" کا محشیٰ ایڈیشن تدوین کی روایت میں ایک معیاری اور مثالی نسخے کے طور پر جانا جاتا ہے۔اب اگر کوئی خطباتِ اقبال کے سلسلے میں کام کرنا چاہتا ہے تو وہ اس نسخے کو سامنے رکھے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حواشی:

۱۔ سمیع اللہ قریشی، مضمون: ''خطباتِ اقبال کا پس منظر''، مشمولہ: یونس جاوید (مرتبہ)،''صحیفہ اقبال''، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۶ء، ص:۳۷۳

۲۔ ایضاً، ص:۳۷۴

۳۔ ایضاً، ص: ۳۷۵

۴۔ (موجودہ نام چنائی (Chennai) ریاست تامل ناڈو)۔

۴۔ Allama Muhammad Iqbal, "The Reconstruction of Religious Thought In Islam", Edited and Annotated by: M. Saeed Sheikh, Lahore: Institute of Islamic Culture, 1986, p. 158

۵۔ Ibid, p. 159

۶۔ Ibid

۷۔ Ibid, p. 160

۸۔ Ibid, p. 161

۹۔ Ibid, p. 162

۱۰۔ Ibid, p. 164

۱۱۔ Ibid, p. 166

۱۲۔ Ibid, p. 167

۱۳۔ Ibid

۱۴۔ Ibid, p. 169

۱۵۔ Ibid, p. 174

۱۶۔ Ibid, p. 175

۱۷۔ Ibid, p. 99

۱۸۔ نذیر نیازی، سیّد، (مترجم)،''تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ''، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۹۰

۱۹۔ Allama Muhammad Iqbal, "The Reconstruction of Religious Thought In Islam", Edited by: M. Saeed Sheikh, p. 178

۲۰۔ Ibid, p. 179

۲۱۔ Ibid, p. 184

۲۲۔ Ibid, p. 185, 186

۲۳۔ Ibid, p. 188, 189

۲۴۔ Ibid, p. 190, 191

۲۵۔ Ibid, p. 123

۲۶۔ Ibid, p. 192, 193

۲۷۔ Ibid, p. 201

۲۸۔ Ibid, p. 203

۲۹۔ Ibid, p. 167

۳۰۔ Ibid, p. 163

۳۱۔ Ibid, p. 161

☆☆☆